ڈاکٹر لرتضیٰ کریم

مت سہل ہمیں جانو!

مت سہل ہمیں جانو! پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

عہد آفریں، نابغۂ روزگار، عظیم الشان اور عارف باللہ شخصیت محترم المقام جناب آیت اللہ خمینیؒ جنھیں ہم امام خمینیؒ کے اسم عام سے جانتے ہیں دراصل ایک انقلاب آفریں انسان تھے۔ میں نے اکثر سوچا ہے کہ جب ہم انھیں امام خمینیؒ کہتے ہیں تو دراصل ہم انھیں ایک خطہ یا علاقے میں محدود کر دیتے ہیں۔ مجھ ناچیز کو یہ خیال آتا ہے کہ آیت اللہ خمینیؒ جیسی شخصیات کے فکری سرچشمے اور عملی اقدامات سے چونکہ پوری انسانی برادری سیراب اور مستفیض ہوتی ہے اس لیے انھیں محدود کر دینا مناسب عمل ہرگز نہیں ہوگا۔ حضرت امام خمینیؒ کسی معمولی شخصیت کا نہیں دراصل ایک عہد کا نام ہے۔

راقم نے محترم آیت اللہ خمینیؒ کے حوالے سے جب بھی غور کیا ہے انگشت بدنداں رہ گیا کہ امام خمینیؒ سے قبل عالم اسلام کی صورت حال بالعموم اور ایران کا سیاسی، سماجی، ادبی، معاشی اور ثقافتی منظرنامہ بالخصوص انتشار، بحران اور غیر اللہ کی تقلید کی راہ پر گامزن تھا۔ آج سے تقریباً چار دہائی قبل امام خمینیؒ نے اسلام دشمن عناصر کی گہری اور منصوبہ بند سازش کو محسوس کیا اور ''اسلامی انقلاب'' اسلامی جمہوریہ کی ضرورت پر پہلے سرگوشی میں اور بعد ازاں پورے گھن گرج کے ساتھ زور دیا۔ انھوں نے اپنے مقصد اور نصب العین کی بابت کھل کر اظہار خیال کیا ہے اور چونکہ وہ سچے خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ دعوت دے رہے تھے اس لیے مشکل اور دشوار گزار راستوں پر بھی ایک کارواں بنانے میں کامیاب اور کامران رہے۔

آج امریکی حکومت قرآن شریف کی بے حرمتی میں پیش پیش ہے اور ایران کی سرزمین پاک کو پڑوسی ملکوں پر استعمال کی مانگ کو کبھی مدھم اور کبھی تیز لے میں اُٹھاتی رہتی ہے۔ فی زمانہ جبکہ دہشت گرد اور مسلمان ہم معنی الفاظ ہوکر رہ گئے ہیں، ایسے میں حضرت امام خمینیؒ کی دعوت کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ انھوں نے دو دہائی قبل جو وصیت کی تھی آج اس کا ایک ایک لفظ ہمیں اور ہماری بصیرت کو آواز دے رہا ہے، شرط ہے اس پر کان دھرنے کی۔ ان کے الفاظ ہیں:

"میں تمام موجودہ اور آئندہ نسلوں سے وصیت کرتا ہوں کہ اگر آپ اسلام اور اللہ کی حکومت برقرار رکھنا چاہتے ہیں، ملکی وغیر ملکی استحصالیوں اور سامراجی طاقتوں کے ہاتھ اپنے ملک سے دُور رکھنا چاہتے ہیں تو الٰہی مقصد ومحرک کو، جس کی خداوند عالم نے قرآن مجید میں تاکید کی ہے، ہاتھ سے نہ جانے دیجیے۔ اس الٰہی جذبہ ومحرک کے مدمقابل جو کامیابی اور اس کی بقا کا اصل راز ہے، مقصد فراموشی اور اختلاف و تفرقہ پیدا کرنا ہے۔ چنانچہ دُنیا بھر کے پروپیگنڈہ مشنیریاں اور ان کے مقامی ایجنٹ اپنی پوری طاقت کے ساتھ، پھوٹ ڈالنے والی جھوٹی باتیں گھڑنے اور افواہیں پھیلانے کی بھرپور کوشش بلاوجہ نہیں کر رہے ہیں، اس راہ میں اربوں ڈالر یوں ہی نہیں خرچ کر رہے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ کے مخالفوں کی اس علاقہ میں مسلسل آمدورفت بے مقصد نہیں ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ ان کے درمیان بعض اسلامی ممالک کے ایسے حکمراں اور سربراہ بھی نظر آتے ہیں جو آنکھ کان بند کر کے امریکہ کی غلامی کے لیے حاضر ہیں اور اپنے ذاتی مفاد کے سوا انھیں کسی چیز کی فکر نہیں ہے۔ ان کے ساتھ بعض عالم نما افراد بھی شامل ہیں۔

آج اور مستقبل میں بھی جس چیز کو اہمیت کے ساتھ ایرانی قوم اور مسلمانانِ عالم کے مدنظر رہنا چاہیے وہ تباہ کن پروپیگنڈوں کو ناکام بنانے کا عمل ہے۔ تمام

مسلمانوں، خاص طور پر ایرانیوں اور مزید خصوصیت کے ساتھ عصر حاضر کے لوگوں سے میری وصیت یہ ہے کہ ان سازشوں کے مقابلہ میں اُٹھ کھڑے ہوں اور ہر ممکن طریقہ سے اپنے درمیان اتحاد و یکجہتی کو مستحکم کر کے کافروں اور منافقوں کو (ان کے ناپاک ارادوں میں) مایوس کر دیں۔"

آج جبکہ امریکہ کی سازش نے تمام عالم کے مسلمانوں کے چہرے کو مشکوک بنا رکھا ہے اور عالم اسلام میں انتشار کی بھرپور کوشش جاری ہے۔ امام خمینیؒ کے یہ ارشادات کس قدر بامعنی اور عین حالات کے مطابق نظر آتے ہیں۔

امام خمینیؒ نے کارزارِ حیات میں کامیابی اور سرفرازی حاصل کرنے کے لیے اور اغیار کو شکست دینے کی خاطر--- اللہ، ایمان، اتحاد، ارتکاز، استحکام، ارتباط کو نسخۂ کیمیا تصور کرتے ہوئے، اپنی قوم کو ان الفاظ کی معنویت بتانے کی سعی کی ہے۔ ان کی زندگی جس جہدِ مسلسل اور دردِ انقلاب سے عبارت ہے اس کے حوالے سے حافظؔ کا یہ شعر بے اختیار زبان پر مچل جاتا ہے:

چون این گرہ کشایم وین راز وا نمایم
دردے و صعب دردے، کارے و سخت کارے

ان کے ارشادات اور ان کے خیالات سے گزرتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنے دردِ دل کو پوری امت مسلمہ میں منتقل کر دینا چاہتے ہوں۔

حضرت امام خمینیؒ دراصل ایک رُوحانی شخصیت کے مالک تھے--- چنانچہ انقلاب، آمدِ انقلاب اور نتائجِ انقلاب کی آہٹ محسوس کر سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اسلامی انقلاب کے حوالے سے زندگی کے تمام شعبوں میں نمایاں تبدیلی لانے کی کوشش کی۔ کسی نے بجا کہا ہے کہ:

"حضرت امام خمینیؒ محض ایک مردِ زاہد، عارف، فلسفی، مجتہد، مفسر، شاعر اور ادیب نہ تھے بلکہ وہ ایک عظیم سیاسی شخصیت کے حامل بھی تھے اور انھوں نے اپنی شخصیت

کے ہر شعبے کو اُجاگر کرنے والی یادگار تالیفات چھوڑی ہیں جنھیں اہم علمی اور ثقافتی میراث کا درجہ حاصل ہے۔"

میں نے اکثر ایسے مقام پر جبکہ کسی بڑی شخصیت کے یوم وفات یا یوم ولادت کی تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے، بار بار سوچا ہے کہ آخر ان بڑی اور عہد آفریں شخصیات کو یاد کرنے کے پیچھے ہمارا کیا مقصد ہوتا ہے یا ہونا چاہیے؟ کیا محض ان کے کارناموں کا ذکر کر کے، سینہ کوبی کر کے، ان کے ارشادات کو یاد کر کے ہماری ذمہ داری پوری ہوجاتی ہے — یا ایسی تقریبات کے انعقاد کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم ان کے نصب العین کو، ان کے مقاصد کو، ان کے ادھورے کام کو، ان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی سعی کریں۔ آج جب ہم ان کے انتقال کی سولہویں برسی منارہے ہیں، اس بات پر بھی غور کریں کہ پچھلے سولہ برسوں میں ہم نے ان کے کسی ایک "مشن" کو آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے اور اگر ایسا ہے تو ہماری اس میں پیش رفت کیا ہے؟ کیا ہم میں سے کسی نے ان کی "مجاہدانہ زندگی" سے کوئی درس لیا ہے؟ ایک سالک اور رُوحانی پیشوا ہونا تو بڑی بات ہوتی ہے، کیا ہم نے ایک عام مخلص سماجی اور سیاسی کارکن ہونے کی ذمہ داری کو سمجھنے کی کوشش کی ہے؟

اگر حضرت امام خمینیؒ نے اپنی ذات اور جدوجہد سے ایران میں اسلامی جمہوریت اور اسلامی انقلاب کی لے کو تیز کیا اور آخرکار ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء کو کم وبیش پندرہ سولہ سال کی جہد مسلسل سے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کی تو ہم لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھرے کس بات کے منتظر ہیں؟ ذرا تصور فرمایئے امام خمینیؒ سے قبل کسی نے اسلامی انقلاب کی بابت سوچا تھا؟ امام خمینیؒ نے نہ صرف اسلامی انقلاب کی فکر کی بلکہ اس کے لیے عملی جدوجہد بھی کی اور انجام کار کامیاب ہوئے۔ کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ:

"اسلامی دُنیا سے وابستہ علماء و مجتہدین کی سیاسی سرگرمیوں کی ایک لمبی فہرست موجود ہے لیکن حضرت امام خمینیؒ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے نہ صرف یہ کہ اسلامی

جمہوری حکومت کا منصوبہ پیش کیا بلکہ اس کو عملی جامہ پہنایا۔ یہ اس صدی کے اس عظیم الشان شخص کی دانشمندانہ قیادت اور بلند ہمتی کا ہی نتیجہ تھا کہ ظالمانہ راہ و روش پر قائم دُنیا کی طاقتور ترین شاہی حکومت اور اس کی حمایت میں سرگرم بین الاقوامی سامراجی طاقتوں بالخصوص مغرب کی عظیم طاقت نے امام خمینیؒ کے آہنی ارادے کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔"

حضرت امام خمینیؒ نے تعلیمی نظام اور جامعات میں تعلیم کی گرتی ہوئی صورت حال پر بھی سنجیدگی کے ساتھ غور کیا اور مغرب کے نام پر پھیلائی جانے والی عفونت کی طرف بھی لوگوں کو متوجہ کیا۔ جن حضرات نے امام خمینیؒ کے ان خطبات کا مطالعہ کیا ہوگا جن میں انھوں نے جامعات سے متعلق اصلاحات اور ترجیحات کی بات کی ہے وہ میری بات کی تائید کریں گے کہ حضرت امام خمینیؒ کی نظر بڑی دُوررس اور گہری تھی۔ انھیں یقین تھا کہ انقلاب کی چنگاری کو شعلۂ جوالہ بنانے میں نوجوانوں کا کتنا اہم رول ہوسکتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے اپنے تبحرِ علمی اور حکمتِ عملی سے جامعات کے کردار کو صالح شکل دینے کی سعی کامیاب کی۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام خمینیؒ جیسی شخصیات تاریخ میں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ سلمان رُشدی کے حوالے سے دیا گیا ان کا فتویٰ ہو یا گورباچوف کے نام اسلامی دعوت —— ان کی مدبرانہ شخصیت اور فکری ابعاد کی اہمیت دوبالا ہوجاتی ہے۔ اقبال کا یہ شعر ایسی ہی شخصیات پر صادق آتا ہے:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

❀❀❀